مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کو کھانسی اور زکام کی تکلیف ابھی چلی جا رہی ہے۔ بخار میں کمی ہے۔ احباب دعا کرتے رہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے چھوٹے صاحبزادے میاں منور احمد کو اکیس بائیس روز سے بخار ہے۔ جس میعاد کے اندر بخار کے اتر جانے کی امید تھی۔ اترا نہیں چنانچہ کل ۱۰ر جنوری شام کو بھی ۱۰۳ درجہ حرارت تھی۔ اس کے لئے بھی درد دل سے دعا کریں۔

۷ر جنوری کو مدرسہ احمدیہ کی طرف سے جناب مولوی محمد دین صاحب کو ٹی پارٹی دی گئی۔ ایڈریس پڑھا گیا۔ مولوی صاحب نے جواب دیا اور حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر فرمائی۔

اسی دن جناب مولوی صاحب روانہ ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور بہت سے احباب سڑک کے موڑ تک ان کے ساتھ گئے۔ حضور نے دعا فرمائی۔ اور مولوی صاحب سب احباب سے مصافحہ کر کے عازم امریکہ ہو گئے۔ خدا تعالیٰ بخیریت پہنچائے۔ اور کامیابی عطا کرے۔

کلام اختر

جناب مولوی غلام احمد صاحب اختر اوچ کی مسدس جو سالانہ جلسہ پر پڑھی گئی

مرحبا آج ہوا مجمع میں قیسوں کا ہجوم
کبش ہیں مجتمع اور کارد کے تیار حلقوم
قادیاں حب کے ہے مجمع حسن الحسان

جمع موسےٰ ہیں لئے آگ انہیں مطلوب نہیں
حسن ظاہر پہ زلیخا کی نظر خوب نہیں
حسن و احساں کو یہاں ہم نے جو ظاہر پایا

منصب قرب نوافل جنہیں منظور نہیں
نور مطلق کی شعاع آگ کا مقدور نہیں
یہ زمیں عالم ملکوت سے اترس ہے بلند

جمع فرہاد ہیں البرز پہ اور تیشہ کی ہے ہوم
جلئے کھٹ ہو گا زلیخاؤں سے قطع حلقوم
سر ہے گرمئی ہنگامہ بجد و کنعان

طالب نور ازل نار سے محجوب نہیں
آشنا جذب زلیخا کا بھی یعقوب نہیں
تم کو یعقوب و زلیخا کے مظاہر پایا

شوق سے طور پہ جاویں تو وہ کچھ دور نہیں
مسجد النور تو ویرانۂ کہ طور نہیں
کہ مہدی جائے فلک حضرت عیسیٰ کو پسند

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۱ر جنوری ۱۹۲۳ء

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی متعلق لیکھرام پر اعتراض اور اُن کے جواب

پچھلے دنوں ایک آریہ لیکچرار پنڈت دھرم بھکشو کو پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کے متعلق جو ہزیمت اور ناکامی اٹھانی پڑی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ نہ تو وہ تحریری مباحثہ کے لئے مقابل پر آیا۔ اور نہ اپنے بودے۔ کمزور اور لغو دلائل کی بناء پر آریہ اخبارات میں کچھ لکھ سکا۔

ذیل میں وہ تقریر درج کی جاتی ہے۔ جو اس کے جواب میں ہماری طرف سے کی گئی تھی۔

پنڈت دھرم بھکشو نے دسمبر ۱۹۲۲ء کی رات کو ایک عام جلسہ میں جس میں شامل ہونے کیلئے احمدیوں کو خاص طور پر دعوت دی گئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی متعلق پنڈت لیکھرام پر کچھ اعتراض کئے۔ ان کے جواب میں جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری نے ۲۱ر دسمبر ۱۹۲۲ء کی رات کو تقریر فرمائی۔ جو اختصاراً درج ہے۔

اعتراض کرنے کی اجازت

جناب شیخ صاحب نے تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا۔ آریوں نے تو پنڈت دھرم بھکشو صاحب کے لیکچر کے بعد کچھ پوچھنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ مگر میں اعلان کرتا ہوں کہ میری تقریر کے بعد انہیں اعتراض کرنے کی کھلی اجازت ہے۔ اور اگر ان کا کوئی آدمی یہاں بیٹھا ہے۔ تو وہ جلسے اور ان کو بلا کر لائے۔ ہم اعتراض کرنے کے لئے وقت دینے کو تیار ہیں۔

آریہ لیکچرار کی بدزبانی

قبل اسکے کہ میں اصل مضمون پر اپنی تقریر شروع کروں۔ یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ کل پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے اپنے لیکچر میں جو بدزبانی کی ہے۔ وہ اپنے سوامی کے ارشاد کے ماتحت کی ہے۔ جن ویدوں کے نہ ماننے والوں اور وید کے خلاف عمل کرنے والوں کے متعلق یہ ارشاد ہے کہ :-

"ایسے لوگوں کی تواضع زبان سے بھی نہ کرنی چاہیئے۔" (ستیارتھ پرکاش ایڈیشن سوم صفحہ ۱۲۱)

پس پنڈت صاحب نے جس قدر درشت کلامی اور بدزبانی سے کام لیا ہے۔ وہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے۔

گرو اور چیلے میں اختلاف

کل پنڈت صاحب نے اپنے لیکچر میں بیان کیا تھا۔ کہ سوامی شنکر اچاریہ اسوقت ویدوں کو بچانے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ جب جینی انہیں مٹانے اور تباہ کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ اور سوامی جی ویدوں کی حفاظت کیلئے ایشور کی طرف سے آئے تھے۔ لیکن دیکھیئے سوامی دیانند صاحب ان کے متعلق کیا لکھتے ہیں:-

"جینیوں کا مت یہ تھا۔ کہ جگت کا بنانیوالا ازلی پرمیشور کوئی نہیں۔ یہ دنیا اور جیو آتما ازلی ہیں۔ ان دونوں کی پیدائش اور تباہی کبھی نہیں ہوتی۔ اسکے برخلاف شنکر اچاریہ کا مت یہ تھا۔ کہ ازلی سدھ پرماتما ہی دنیا کا بنانیوالا ہے۔ یہ دنیا اور جیو جھوٹا ہے۔" (ستیارتھ صفحہ ۲۲۵۔ ایڈیشن چہارم)

میں پوچھتا ہوں۔ کیا سوامی دیانند صاحب نے جیو اور آتما کے متعلق وید کی یہی تعلیم بیان کی ہے۔ جو شنکر اچاریہ کہتا تھا ہرگز نہیں۔ چنانچہ وہ شنکر اچاریہ کے اس عقیدہ کے متعلق لکھتے ہیں:-

"اگر جیو (رُوح) برہم (خدا) کی یکتائی اور دنیا کا جھوٹا ہونا شنکر اچاریہ کا ذاتی اعتقاد تھا۔ تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں۔ اور اگر جینیوں کی تردید کیلئے اس اعتقاد کو بطور دلیل اختیار کیا ہو۔ تو کچھ اچھا ہے۔" (ستیارتھ صفحہ ۲۲۶)

غیر مذہب کی تردید کیلئے غلط عقیدہ اختیار کرنا

اس حوالہ سے جہاں یہ ثابت ہو گیا کہ شنکر اچاریہ کو ویدوں کے بچانیوالا اور ان کی تعلیم کو ماننے والا کہنا غلط ہے۔ کیونکہ اس کا عقیدہ بقول سوامی دیانند ویدوں کی تعلیم کے بالکل خلاف تھا۔ وہاں یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ سوامی دیانند کے نزدیک دوسرے مذہب کی تردید کیلئے غلط عقیدہ اختیار کر لینا بھی جائز ہے۔ اسی کے مطابق اگر پنڈت دھرم بھکشو صاحب پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کے متعلق ہم پر اعتراض کرنے کیلئے غلط باتیں گھڑ رہے ہیں۔ تو کوئی عجیب بات نہیں۔ وہ اپنے سوامی کی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں۔

پنڈت لیکھرام کا تماشہ

پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے کہا تھا کہ پنڈت لیکھرام صاحب نے مرزا صاحب کی پیشگوئی کے متعلق لکھا تھا۔ کہ میں تمہاری ساری پیشگوئیوں کو گپ سمجھتا ہوں۔ اس تماشہ دیکھنے کے لئے قادیان آجاؤں گا اور کچھ پیسے خرچ کر کے لوگوں کو تماشہ دکھا دیا جائیگا۔ اور یہ انہوں نے ہنسی اور تمسخر سے لکھا تھا۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ پنڈت لیکھرام جو مذہبی آدمی بنتا تھا۔ اور آریوں کا لیڈر کہلاتا تھا۔ اور جس کی نسبت پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے کہا تھا کہ ہم انہیں ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسے مسلمان رسول کریم صلعم کو۔ اس کی پوزیشن کیا تھی۔ وہ تماشہ کے طور پر آنا چاہتا ہے۔ اور تماشہ دیکھنا اور لوگوں کو دکھانا چاہتا ہے۔ کیا کسی مذہبی آدمی کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ پھر دیکھا۔ پنڈت لیکھرام نے کیا تماشہ دیکھا اور ساری دنیا کو دکھایا۔

کمار بھٹ کی مثال آریوں کے خلاف

پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے ایک قصہ بیان کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ جینیوں سے جب دلائل کے ساتھ شنکر اچاریہ کا مقابلہ نہ ہو سکا۔ تو انہوں نے ایک ترکیب نکالی۔ اور وہ یہ کہ شنکر اچاریہ کو کہا کہ اگر تم فلاں پہاڑ پر چڑھ کر اپنے آپ کو نیچے گرا دو۔ اور پھر زندہ بچ رہو۔ تو ہم تمہارے مذہب کو مان لینگے۔ اسپر شنکر اچاریہ کے ایک پیرو نے جس کا نام کمار بھٹ تھا۔ اس کام کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ وہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور اسپر سے اپنے آپ کو نیچے گرا دیا۔ وہ زندہ بچ گیا لیکن اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اور جینیوں نے یہ کہدیا کہ ہم نے صحیح وسلامت رہنے کی شرط لگائی تھی۔ مگر تمہاری تو ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔

یہ قصہ نہ معلوم پنڈت صاحب نے کس غرض کیلئے بیان کیا تھا۔ لیکن اس سے بھی جو نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ ان کے خلاف ہی ہے اور وہ یہ کہ کمار بھٹ چونکہ حق پر تھا اس لئے پہاڑ پر سے گرنے پر بھی ایشور نے اسے بچا لیا لیکن پنڈت لیکھرام چونکہ حق پر نہ تھا۔ اسلئے اسکو پرمیشور نے اپنے گھر میں بھی نہ بچایا۔

اسی طرح پنڈت دہرم بھکشو صاحب نے جو یہ کہا تھا کہ پرمیشور کو کسی کے بچانے یا نہ بچانے سے کیا تعلق۔ یہ بھی غلط ہو گیا۔ اور ان ہی کے بیان کے [illegible] ہو گیا کہ پرمیشور اپنے بھگتوں کو پیاروں کو مقابلہ کے وقت بچایا کرتا تھا۔ اور پنڈت لیکھرام کا حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں نہ بچنا ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ وہ راستی پر نہ تھے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ حق کو قبول نہ کرنے کا ارادہ رکھنے والے کس طرح حیلے و حجت سے حق کو باوجود کھل جانے کے ٹال دیا کرتے ہیں ۔

بدزبانی کے متعلق جھوٹا عذر

پنڈت دہرم بھکشو صاحب نے اپنی بدزبانی کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے کہا تھا کہ گالیوں کی ابتدا مسلمانوں کی طرف سے شروع ہوئی تھی۔ اور اس کے ثبوت میں مولوی عبید اللہ صاحب نومسلم کی کتاب تحفۃ الہند پیش کی تھی۔ مگر پنڈت صاحب کو یاد رہنا چاہیئے۔ کہ تحفۃ الہند میں تو ان عقائد اور ان خیالات کی تردید کی گئی ہے۔ جو پرانوں وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ انمیں گالیاں ہرگز نہیں اور یہ ایسے عقائد ہیں جنکی آریہ سماج خود تردید کرتا ہے۔ پھر آریہ سماج کا تحفۃ الہند سے کیا حرج ہوا اور کیا تکلیف پہنچی کہ بدزبانی کی بنیا ڈالی۔ اور بانی آریہ سماج اور اندرمن مرادآبادی وغیرہ نے ایسی گالیاں دیں کہ کوئی شریف آدمی ان کو سن بھی نہیں سکتا۔ پس یہ کہنا غلط ہے کہ گالیوں کی ابتدا مسلمانوں کی طرف سے ہوئی بلکہ گالیوں کی بنیاد پنڈت دیانند صاحب نے ڈالی۔

آریہ لیکچرار کی غلط بیانی

پنڈت دہرم بھکشو صاحب نے اپنے پہلے دن کے لیکچر میں کہا تھا کہ مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کو نشان دیکھنے کے لئے قادیان آنے کی جو دعوت دی تھی۔ اسمیں یہ نہ تھا کہ وہ معزز لوگ ہوں۔ لیکن جب پنڈت لیکھرام صاحب نے آنے کا ارادہ کیا تو یہ شرط پیش کر دی لیکن جب ہم نے اصل اشتہار سے دکھا دیا کہ یہ شرط تھی۔ تو پھر یہ کہا کہ ہم مان لیتے ہیں کہ یہ شرط تھی۔ مگر کیا جب پنڈت لیکھرام صاحب ایک اخبار کے ایڈیٹر تھے۔ اور آریہ سماج کے لیکچرار۔ تو کیوں معزز نہ تھے۔ اس کے متعلق ہم کہتے ہیں۔ اگر پنڈت لیکھرام صاحب آریہ سماج میں معزز سمجھے جاتے تھے۔ تو آریہ سماجوں کے ممبروں سے اپنے معزز ہونے کی تصدیق کرا دینا ان کیلئے کونسا مشکل کام تھا۔ پھر انھوں نے کیوں تصدیق نہ کرائی ۔

مسٹر حشمت آریہ والا مباہلہ اور پنڈت لیکھرام

پھر پنڈت دہرم بھکشو صاحب نے کہا کہ سرمہ چشم آریہ میں جس مباہلہ کا ذکر ہے اسمیں ایک سال فیصلہ کی میعاد رکھی گئی ہے لیکن پنڈت لیکھرام صاحب کے متعلق جو پیشگوئی کی گئی ہے اسمیں چھ سال کی مدت بتائی گئی تھی۔ اس لئے معلوم ہوا کہ سرمہ چشم آریہ والا مباہلہ اور تھا۔ اور پنڈت صاحب والا اور۔

اس کا جواب یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام صاحب نے اپنے اشتہار میں سرمہ چشم آریہ والے مباہلہ کی باقی عبارت تو ساری نقل کر دی تھی۔ مگر سال کی میعاد جو اسمیں رکھی گئی تھی وہ اڑا دی۔ ہاں یہ کہا کہ سچے اور جھوٹے میں فیصلہ ہو اس کے مطابق خدا نے فیصلہ کیا۔ اور اس کیلئے حضرت مرزا صاحب کو اطلاع دی کہ یہ فیصلہ چھ سال کے عرصہ میں ہوگا۔ پس اگر پنڈت لیکھرام فیصلہ کیلئے ایک سال کی مدت منظور کرتا اور پھر اس عرصہ میں ہلاک نہ ہوتا۔ تو اعتراض ہو سکتا تھا لیکن جب اس نے ایک سال کی میعاد کو قبول ہی نہ کیا تو پھر اعتراض کیسا؟

پیشگوئی میں موت کا ذکر تھا یا نہیں

پنڈت دہرم بھکشو صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ پنڈت لیکھرام کے متعلق مرزا صاحب کی جو پیشگوئی تھی اسمیں پنڈت صاحب کی موت کا کوئی ذکر نہ تھا۔ یہ بات بعد میں بنالی گئی ۔

اسکے متعلق میں یہ بتاتا ہوں کہ پیشگوئی میں قتل لیکھرام کا ذکر تھا۔ اور مخالفین نے بھی یہی سمجھا تھا۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا تھا:۔

"اسقدر مسلم ہے کہ ۶ سال میعاد قتل لیکھرام کے لئے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں ضرور مقرر کی گئی تھی"

(اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۶)

اس سے بھی بڑھکر خود پنڈت لیکھرام صاحب کی شہادت لیجئے "کلیات آریہ مسافر" کے صفحہ ۴۹۳ پر لکھتے ہیں:۔

"وہ اس رضامندہ جبرائیل مسیح قادیانی کے کان میں ہماری موت کا الہام سنایا"

اس سے ظاہر ہے کہ پنڈت لیکھرام صاحب مانتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب نے ان کے متعلق جو پیشگوئی شایع کی اسمیں انکی موت کا الہام بیان ہوا ہے۔ اور جب خود پنڈت لیکھرام تسلیم کر چکے ہیں تو اب کسی ایسے شخص کا جو اسوقت غالباً پیدا بھی نہ ہوا ہو گا جب یہ پیشگوئی کی گئی۔ کیا حق ہے کہ کہے کہ اسمیں موت کی خبر نہیں دی گئی تھی ۔

لیکھرام پشاوری لکھنا

پھر پنڈت دہرم بھکشو صاحب نے ایک بڑا اعتراض بڑے زور شور کے ساتھ کئی بار پیش کر چکے ہیں۔ یہ کیا ہے کہ مرزا صاحب نے پنڈت لیکھرام کو اپنے الہام میں پشاوری لکھا ہے۔ حالانکہ وہ پشاوری نہ تھے بلکہ سید پور ضلع جہلم کے رہنے والے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے خدا کو بھی پتہ نہ تھا کہ پنڈت صاحب پشاوری نہیں۔

اسکے متعلق اول تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ غلط ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے الہام میں پنڈت لیکھرام کو پشاوری کہا گیا ہے۔ پنڈت دہرم بھکشو صاحب نے بڑے دعوے کے ساتھ کہا تھا کہ دیکھو مرزا صاحب کے الہام میں پشاوری کا لفظ موجود ہے۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے کہیں حضرت مرزا صاحب کے الہام میں پشاوری کا لفظ نہیں آیا۔

رہی یہ بات کہ حضرت مرزا صاحب نے پنڈت لیکھرام کو جو پشاوری لکھا ہے یہ غلط ہے اسکے متعلق اول تو میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات غلط تھی تو آپ پنڈت لیکھرام صاحب کو اعتراض کرنا چاہیئے تھا مگر انھوں نے کبھی اس پر اعتراض نہ کیا ۔

(۲) چونکہ پنڈت لیکھرام ایک عرصہ تک پشاور میں رہے ہیں اور وہاں سے چلے آنے کے بعد بھی اپنے آپ کو پشاور کی آریہ سماج کی طرف منسوب کرتے رہے ہیں اسلئے ان کو پشاوری لکھنا غلط نہیں ہو سکتا۔ دیکھئے میں صرف دو سال مصر میں رہا ہوں لیکن لوگ مجھے مصری کہتے ہیں۔ اور خود پنڈت دہرم بھکشو صاحب نے بھی کل مجھے مصری ہی کہا تھا۔

پشاوری کے متعلق سناتنیوں کے حوالے

سناتنی اصحاب کو دیکھئے۔ وہ پنڈت صاحب کے متعلق کیا کہتے ہیں ۔

پنڈت بھیم سین صاحب اپنی کتاب "پوران کرتی میمانسا" کے صفحہ اول کے شروع میں ہی لکھتے ہیں:۔

"سر دھماشیوں کو ودت ہو کہ پشاور واسی پنڈت لیکھرام آریہ سماجی نے "پوران کس نے بنائے" اس نام کا ایک ٹریکٹ بنا کر اردو میں چھپایا ہے" پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے:۔

"پاٹھک مہاشیہ پشاور باسی لیکھرام"

(۳) اور دیکھئے پنڈت کالورام صاحب سناتن دھرمی اپنی کتاب "پوران سدھی" کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں:۔

"پاٹھک مہاشہ پشاور واسی لیکھرام کو اور کلکتہ واسی جگن ناتھ آریہ کو ابھی ہوش نہیں کہ بید اور بید کے شبدوں میں کیا بھید (فرق) ہے"

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ پنڈت لیکھرام کو "پشاور واسی" "پشاور باسی" "پشاور واسی" کہا گیا ہے جو بالکل پشاوری کا ہندی ترجمہ ہے۔

یہ تو سناتنی اصحاب کے حوالے ہیں کہ وہ پنڈت لیکھرام کو پشاوری سمجھا اور لکھا کرتے تھے۔ اب خود آریوں کے حوالے لیجئے ۔

پشاوری کے متعلق آریوں کے حوالے

آنجہانی پنڈت منشی رام صاحب نے جو آجکل سوامی شردھانند کے نام سے مشہور ہیں۔ پنڈت لیکھرام کی سوانح عمری "آریہ پتھک" کے نام سے ہندی میں لکھی ہے۔ اس کے صفحہ ۹۰ پر آریہ سماج کی گوشت خور پارٹی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"جن سجنوں کو مانس (گوشت) کا پرچار (اشاعت) ابھیشٹ (مرغوب) تھا۔ اور جو مانس بھکشن (گوشت خوری) سے وانشٹری میں جیون (زندگی) پھونکنا سمبھو (ممکن) سمجھتے تھے۔ وہ مہاویر (افسر) پنڈت لیکھرام کو پشاوری گنڈا کی اپادھی (خطاب) دیا کرتے تھے"

پھر سوامی صاحب اسی کتاب کے صفحہ ۹۰ پر لکھتے ہیں۔

"مسرد پاٹھکوں (تمام ناظرین) کو ان لوگوں کی بدھی (عقل) پر آشچریہ (تعجب) ہوگا جنہوں نے لیکھرام کو پشاوری گنڈا کی اپادھی (خطاب) دی تھی"

پشاوری کے متعلق پنڈت لیکھرام کی اپنی شہادت

اگر ان حوالوں سے بھی تسلی نہ ہو تو لیجئے پنڈت لیکھرام کی اپنی شہادت پیش کی جاتی ہے۔

ایک لڑائی اور دنگہ کے موقع کا حسب ذیل فقرہ پنڈت ٹھاکر دت صاحب شرما نے پنڈت لیکھرام صاحب کا بیان کیا ہے۔ کہ

"میں بھی تو پشاوری ہوں"

آریہ مسافر جون ۱۹۱۳ء ص ۱۱

ان حوالوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پنڈت دھرم بھکشو صاحب کا پنڈت لیکھرام کو پشاوری لکھنے پر اعتراض کرنا بالکل لغو بات ہے۔

قتل لیکھرام کی ہیبت

پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے اس امر پر بڑا زور دیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کے متعلق جو یہ لکھا تھا۔ کہ

"اگر اس شخص (لیکھرام) پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو جو معمولی تکلیفوں سے نرالا خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو۔ تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے"

اس کے مطابق پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیونکہ پنڈت لیکھرام کے قتل سے ہیبت طاری نہیں ہوئی۔ اور یہ قتل خارق عادت نہ تھا۔ ایسے قتل ہوتے ہی رہتے ہیں۔

اس کے متعلق میں کہتا ہوں۔ ہیبت کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ قتل لیکھرام کے بعد جب آریوں کی طرف سے یہ الزام لگایا گیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے سازش سے قتل کرا دیا ہے تو آپ نے یہ الزام حلفیہ کے ساتھ بیان کرنے والے کے لئے دس ہزار روپیہ کا انعام رکھا۔ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ سامنے آتے۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ یہی کہ پنڈت لیکھرام کے قتل کا واقع ان کی آنکھوں کے سامنے پھرتا تھا۔ اور وہ دیکھ چکے تھے کہ اس کا کیا انجام ہوا۔ ورنہ جب انہیں یقین تھا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی سازش سے قتل ہوا ہے۔ تو دس ہزار روپیہ لیکر حلفیہ اس الزام کو دوہرا دینا ان کے لئے کونسی بڑی بات تھی۔

ہیبت ناک نظارہ کے متعلق شہادت

پھر دیکھئے مہاتما شردھانند صاحب نے اس وقت کا نظارہ کن الفاظ میں کھینچا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"کچھ پلوں کے بعد لالہ جیون داس جی باہر سے لوٹے۔ تو ہزار دل کو پھاڑنے والا نظارہ دیکھا۔ چارپائی پر مرحوم دیر سے بیٹھے ہوئے تھے۔ انتڑیاں ایک ہاتھ سے دبائے ہوئے ہیں۔ اور خون کا فوارہ بہہ رہا ہے بوڑھے جیون داس جی گھبرا گئے"

آریہ پتھک ص ۲۰۳

اس سے بڑھکر اور کیا ہیبت ناک نظارہ ہو سکتا ہے۔

خارق عادت قتل

اب میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ یہ قتل کس طرح خارق عادت تھا۔

پہلا ثبوت

اول پیشگوئی میں بتایا گیا تھا کہ لیکھرام بیماریوں سے پنڈت لیکھرام نہیں مریگا۔ بلکہ کسی خاص طریق سے ہلاک ہوگا۔ ایسا ہی ہوا۔

دوسرا ثبوت

قاتل کے متعلق آریوں کا اپنا بیان ہے۔ کہ وہ کئی دن کے قریب وہاں رہا۔ سب نے اس کو دیکھا۔ وہ آریوں کے جلسوں میں شامل ہوتا رہا۔ سب اس کی شکل پہچانتے تھے۔ مگر پکڑ نہ سکے۔

کہا گیا ہے۔ کہ لارڈ ہارڈنگ پر بم پھینکنے والا بھی نہیں پکڑا گیا۔ اسی طرح اگر پنڈت لیکھرام کا قاتل نہیں پکڑا گیا تو کیا ہوا۔ میں کہتا ہوں۔ لارڈ ہارڈنگ پر بم پھینکنے والا تو نامعلوم شخص تھا۔ مگر پنڈت لیکھرام کے قاتل کو تو آریہ خوب جانتے تھے۔ اس کی شکل و شباہت سے واقف تھے۔ مگر پھر بھی وہ نہ پکڑا گیا۔ اگر کوئی اچانک آکر پنڈت لیکھرام کو قتل کر دیتا۔ تو آریہ سماجی کہہ سکتے تھے۔ کہ ہم اسے کس طرح پکڑ سکتے۔ نہ جان تھی۔ نہ پہچان۔ اور اس صورت میں لارڈ ہارڈنگ پر بم پھینکنے والے سے اسے مشابہت دی جا سکتی تھی۔ مگر آریہ تو اسے جانتے تھے۔ کئی دن ان میں رہا۔ مگر پھر بھی نہ پکڑ سکے۔

تیسرا ثبوت

پنڈت لیکھرام صاحب کو پہلے سے علم تھا۔ کہ میری موت کی پیشگوئی شائع ہو چکی ہے۔ ادھر آریہ سماجی انہیں ڈراتے رہتے۔ کہ احتیاط رکھنا۔ اور قاتل کے آنے پر تو بہت ہی زور دیتے رہتے تھے۔ کہ بچکر رہنا۔ مگر وہ نہ بچ سکا

چوتھا ثبوت

اگر انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی تھی۔ تو آریوں نے ان کی حفاظت کی یا نہیں۔ جب وہ پنڈت لیکھرام کو اپنی حفاظت کی تاکید کرتے تھے۔ تو وہ خود کیوں ان کی حفاظت نہ کرتے ہونگے۔

پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے اپنے لیکچر میں کہنو کو تو ہوا خشک کہہ دیا تھا۔ کہ پنڈت لیکھرام کو آریہ ایسا ہی سمجھتے تھے جیسا رسول کریم (صلعم) کو مسلمان۔ مگر جانتے ہو۔ صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے کیا کیا کرتے تھے۔ آپ کو پتہ بھی نہ ہوتا تھا۔ اور

صحابہ رات کو پہرہ دیتے رہتے تھے۔ تو آریوں نے کیوں پنڈت لیکھرام کی حفاظت نہ کی ہوگی۔ مگر باوجود اس کے وہ قتل سے نہ بچ سکے۔ یہ خارق عادت بات نہیں تو اور کیا ہے۔

پانچواں ثبوت منشی رام صاحب دیباچہ کلیات آریہ مسافر میں لکھتے ہیں۔

"گورنمنٹ کو مدت سے معلوم تھا۔ کہ پنڈت لیکھرام پر مخالفوں کی طرف سے ہر طرح کے حملے ہونگے۔ اور اس لئے پولیس کو خفیہ ہدایت رہتی تھی۔ کہ ہر جگہ ان کی حفاظت مدنظر رکھیں"

(دیباچہ صفحہ الف کالم ۲)

پس ایک ایسا شخص جس کی ساری قوم حفاظت کرتی ہے۔ اور جس کی حفاظت کرنے میں گورنمنٹ بھی لگی ہوئی ہے۔ مگر وہ قتل ہو جاتا ہے۔ اور پھر قاتل پکڑا نہیں جاتا۔ اس سے بڑھکر خارق عادت قتل اور کیا ہو سکتا ہے۔

چھٹا ثبوت پھر ایک شخص پہلے سے قتل کی پیشگوئی کرتا ہے۔ اور مقتول کی قوم کہتی ہے کہ پیشگوئی کرنے والے نے سازش سے قتل کرادیا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اس کو پکڑتے نہیں۔ اور نہ گورنمنٹ اس کو پکڑتی ہے۔ کیا یہ خارق عادت بات نہیں۔

ساتواں ثبوت پھر لکھا ہے۔ کہ قاتل رات کو پنڈت لیکھرام کے پاس نہ رہتا تھا۔ اور پولیس کو پتہ لگا۔ کہ رات وہ ایسی جگہ رہتا تھا۔ جہاں قتل کی سازشیں ہوتی تھیں۔ مگر اس بات کا پتہ لگ جانے پر بھی پولیس اسے پکڑ نہ سکی۔

مہاتما منشی رام صاحب نے اس واقعہ کی جو رُوداد لکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔

"یکم مارچ کو پنڈت لیکھرام سبھا کے حکم کے ماتحت ملتان پہنچے۔ جہاں ۴ مارچ تک ۴ لیکچر دئے۔ سبھا نے سکھر جانے کے لئے تار بھیجا۔ مگر پلیگ کے باعث ملتان سماج کے ممبروں نے وہاں جانے سے روک لیا۔ انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ وہ ظنی مصیبت سے بچا کر اپنے بہادر دھرم اُپدیشک کو سید مصیبت کے منہ میں بھیج رہے ہیں۔ پھر پنڈت لیکھرام مظفرگڑھ کے لئے تیار ہوئے۔ مگر نہ جانے کیوں پھر سیدھے لاہور کو لوٹ پڑے جہاں وہ ۶ مارچ کی دوپہر کو پہنچ گئے۔

.... اس دن (۵ مارچ) نوجوان قاتل نے آریہ مسافر کی جائے رہائش اور آریہ پرتی ندھی سبھا کے دفتر اور ریلوے سٹیشن پر ۱۸-۱۹ چکر کاٹے۔ چھ مارچ کو صبح کے وقت پنڈت جی کے گھر پہنچا۔ وہ ابھی لوٹے نہ تھے۔ پھر سبھا کے دفتر میں گیا۔ مگر وہاں سے بھی نا امید لوٹا۔

۲ بجے پنڈت لیکھرام کے ساتھ سبھا کے دفتر میں پہنچا۔ گلی کی طرف منہ کرکے کھڑکی میں بیٹھ گیا۔ اس دن وہ [illegible] تھا۔ سبھا کے کلرک نے کہا۔ پنڈت جی! یہ [illegible] خراب کرتا ہے۔ بھولے آریہ مسافر بولے۔ بھائی! بیچارہ رہنے دو تمہارا کیا لیتا ہے۔ مگر اُس دن خلاف دستور سارا جسم کمبل سے ڈھکے ہوئے تھا۔ سبھا سے چلتے وقت کانپا۔ پنڈت جی نے پوچھا۔ کہ بخار تو نہیں ہے۔ آہستہ سے بولا۔ ہاں اور کچھ درد بھی ہے۔

پنڈت لیکھرام اس کو علاج کے لئے ڈاکٹر وشنوداس کے پاس لے گئے۔ نبض دیکھکر ڈاکٹر نے کہا بخار و خار تو معلوم نہیں ہوتا۔ اس کا خون جوش میں ہے۔ اور تکان معلوم ہوتی ہے۔ اگر درد ہے تو پلستر لگا دیا جاوے۔ گھاتک نے کہا کہ لگانے کی نہیں۔ کوئی پینے کی دوائی ہی دی جاوے اگر اس وقت کمبل اتار کر اسکے دوائی لگانے کا ارادہ کیا ہوتا۔ تو کمر میں لگی ہوئی چھری پکڑی جاتی۔ مگر آریہ مسافر تو خود قربان ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔ سفارش کی کہ پینے کی دوائی ہی دی جاوے۔ ڈاکٹر نے کہا۔ کوئی شربت پی لیوے۔ نہ جانے کہاں سے شربت پلوا کر بزاز کی دکان پہ گئے۔ اور اس گھاتک کے ہاتھ ایک تھان ماتاجی کو دکھلانے بھیجا۔ بزاز نے گھاتک کے چلے جانے پر کہا۔ پنڈت جی! کیا بھلا نیک آدمی ساتھ لئے پھرتے [illegible] شدھی کی دھن میں مست اُتر (جواب) دیتے ہیں۔ بھائی! ایسا مت کہو۔ یہ دیندار (دہرماتما) آدمی ہے۔ شُدھ ہونے آیا ہے۔

گھر جاکر پنڈت جی جس کھلے برآمدے میں کام کرتے تھے وہاں چارپائی پر بیٹھکر سوانح عمری (سوامی دیانند جی) کے متعلق کام کرنے لگ گئے۔ ان کی بائیں طرف کرسی پر گھاتک بیٹھ گیا۔ ۶ بجے لالہ جیون داس اور لالہ کیدار ناتھ جی آئے۔ اور اگلے اتوار کے لئے لیکچر کا وعدہ لیکر چلے گئے۔ گھاتک بیٹھا رہا۔ ماتا جی رسوئی (باورچی خانہ) میں تھی اور بیوی دوسرے کمرے میں الگ پڑھ رہی تھی۔ ۷ بجے پنڈت لیکھرام نے گھاتک کو کہا۔ اب دیر ہو گئی ہے۔ بھائی تم بھی آرام کرو۔ گھاتک نہ ہلا۔ دس منٹ کے بعد ماتا جی نے چوکے سے کہا۔ تیر لیکھرام۔ تیل نہیں آیا۔ پنڈت لیکھرام اسوقت رشی دیانند کی موت کا آخری سین کھینچ رہے تھے۔ کاغذ وہیں رکھ دئے۔ اور چارپائی پر سے اس طرف اتر کر جدھر گھاتک بیٹھا تھا۔ اپنے معمول کے مطابق آنکھیں بند کر اور دونوں باہیں اوپر اٹھا کے زور سے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔ سفوہ۔ بھول گیا۔ اس وقت آریہ مسافر اپنے سینہ تان کر کھڑے ہوئے۔ کہ جس وقت کی دُشٹ گھاتک کو انتظار تھی۔ وہ آن پہنچا۔ ایک دم سے چھری پیٹ کے اندر گھسیڑ کر اس طرح گھمائی کہ آٹھ دس زخم اندر آئے۔ اور انتڑیاں باہر نکل پڑیں"

اس رُوداد کو مدنظر رکھکر دیکھئے۔ کہ پنڈت لیکھرام کا قتل کیسے خارق عادت طور پر ہوا۔

آٹھواں ثبوت چونکہ ۴ مارچ کو پنڈت لیکھرام ملتان تھا۔ اس لئے قاتل کو اپنا کام کرنے کے لئے وہاں جانا چاہئے تھا۔ مگر وہاں نہیں جاتا۔ پھر جب پنڈت لیکھرام کو سکھر جانے کا تار دیا گیا۔ تو قاتل کو چاہئے تھا۔ کہ وہ بھی سکھر روانہ ہو جاتا۔ مگر وہاں بھی نہیں جاتا۔ پھر سکھر جانے سے رک جانے پر جب پنڈت لیکھرام نے مظفرگڑھ جانے کی تیاری کی تھی۔ تو چاہئے تھا۔ کہ قاتل بھی ادھر کا ہی رخ کرتا۔ مگر وہاں بھی نہیں جاتا۔ گویا اسے اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ جس دن مجھے اپنا کام کرنا ہے۔

اس دن ضرور پنڈت لیکھرام لاہور ہی میں ہوگا۔ اور اسی لئے وہ اطمینان کے ساتھ لاہور میں ٹھہرا رہا۔ اور جہاں جہاں پنڈت لیکھرام کے جانے کی تجویزیں ہوئیں۔ ان کی طرف اس نے ذرا بھی توجہ نہ کی ؎

نواں ثبوت

پھر دیکھئے پنڈت لیکھرام ملتان ٹھہرتا ہے۔ نہ سکھر جاتا ہے نہ مظفر گڑھ کی طرف رُخ کرتا ہے۔ بلکہ سیدھا لاہور آجاتا ہے۔ اور اسکے لاہور آنے کی اطلاع سوائے قاتل کے اور کسی کو نہیں ہوتی۔ وہی بار بار سٹیشن پہ جاتا اور بقول مہاتما منشی رام صاحب بس دن ۱۸ - ۱۹ چکر [illegible] پر کاٹتا ہے۔ اس کو کیونکر پتہ تھا کہ پنڈت صاحب آج ضرور لاہور اتر پڑینگے۔ دیکھو سکھر جانے سے کس نے روکا۔ پلیگ نے اور مظفر گڑھ جانے سے کس نے روکا۔ اس کا آریوں کو بھی علم نہیں۔ اور نہ انہیں وہاں سے رکنے کی کوئی وجہ معلوم ہوگی اور گھبرا کر لاہور کیوں چلے آیا۔ اس کا بھی کسی کو پتہ نہ تھا۔ لیکن بات کیا تھی۔ یہ کہ خدا کے فرشتے یہ سب کچھ کرا رہے تھے۔ تاکہ خدا تعالیٰ نے اس کے متعلق جو پیشگوئی کرائی ہے وہ پوری ہو۔ چنانچہ وہ پوری ہوئی۔ اور ایسے حیرت انگیز سامانوں کے ذریعہ پوری ہوئی۔ کہ کسی غور و فکر کرنے والے کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ خدا تعالیٰ ہی کا ہاتھ تھا۔ جو ایسے سامان پیدا کر رہا تھا ؎

دسواں ثبوت

پھر دیکھئے ڈاکٹر قاتل کے متعلق کہتا ہے کہ اس کا خون جوش میں ہے۔ اور بزاز اُسے بھیانک آدمی بتاتا ہے۔ اسوقت کیوں اس کی تلاشی نہ لی گئی۔ اور اس کو پکڑ نہ لیا گیا۔ پھر جب ڈاکٹر نے پلستر لگانے کے لئے کہا۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ اسی پر بجائے اس کے کہ اس کی نسبت شک و شبہ میں تقویت ہوتی۔ پنڈت صاحب نے بھی سفارش کی۔ کہ پلستر نہ لگاؤ۔ بعد میں مہاتما منشی رام جی ہاتھ ملتے اور کہتے ہیں۔ کہ اگر اسوقت کمبل اُتار کر دوائی لگانے کا ارادہ کیا ہوتا۔ تو کمر میں لگی ہوئی چھری پکڑی جاتی۔ مگر اسوقت کس نے ایسا کرنے سے روک دیا۔ یہ سب الٰہی تصرفات تھے۔ اور اسوقت پلستر لگنے سے انہیں ملائکہ نے روکا۔ جو قتل کے لئے مقرر کئے گئے تھے ؎

گیارھواں ثبوت

پھر پنڈت صاحب گھر جاتے ہیں۔ خود لکھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اندر قاتل پاس کرسی پر بیٹھ جاتا ہے اُسے کہتے ہیں کہ جاؤ آرام کرو مگر وہ نہیں جاتا۔ اور وہیں بیٹھا رہتا ہے۔ اسوقت بھی شبہ نہیں کیا جاتا کہ یہ کیوں نہیں ہلتا۔

بارھواں ثبوت

پھر سب سے عجیب اور آخری بات یہ ہوئی۔ کہ بقول مہاتما منشی رام صاحب قاتل جس موقع کا منتظر تھا۔ وہ آگیا۔ یعنی پنڈت لیکھرام نے اپنا پیٹ تان کر قاتل کے سامنے کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنی آنکھیں بھی بند کر لیں۔ تاکہ جب قاتل چھری نکالے تو دیکھ نہ سکے اور قاتل کی پھرتی دیکھئے۔ پنڈت صاحب کی آنکھیں بند کرنے کے ساتھ ہی اُس نے اپنا کمبل بھی اُتار لیا۔ چھری بھی نکال لی اور چلا بھی دی۔ پھر وہ اپنا وار کر کے بھاگتا نہیں۔ بلکہ خوب پیٹ میں چھری پھیرتا ہے تاکہ ساری انتڑیاں کٹ جائیں ؎

کیا یہ باتیں خارق عادت نہیں۔ قاتل کو کس طرح پتہ تھا کہ جس دن میں قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اُس دن پنڈت لیکھرام لاہور میں ہی ہوگا۔ حالانکہ وہ لاہور میں نہیں تھا۔ اور نہ لاہور آنے کی کسی کو امید تھی۔ پھر اُسے کس طرح علم تھا کہ جس دن میں نے قتل کرنا ہے۔ اس دن پنڈت لیکھرام فلاں وقت ضرور انگڑائی لیگا۔ اور اپنا پیٹ میرے سامنے کر دیگا۔ اور ساتھ ہی آنکھیں بھی بند کر لیگا کہ وہ بڑے صبر اور اطمینان کے ساتھ کرسی پر بیٹھا اس موقع کا انتظار کرتا رہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اُسے پورا یقین تھا کہ ضرور مجھے ایسا موقع میسر آئیگا ورنہ جب پنڈت صاحب بیٹھے لکھ رہے تھے۔ اسوقت اس نے پیچھے سے کیوں وار نہ کر دیا۔ لیکن چونکہ ایسا کرنے میں اس قتل کے خارق عادت ہونے میں کچھ کسر رہ جاتی۔ اسلئے وہ اصل موقعہ کا منتظر رہا۔

اب آریہ صاحبان کبھی ایسے قتل کی جو ان حالات اور ان واقعات میں ہوا ہو۔ مثال پیش کر دیں۔ تو ہم مان لینگے۔ کہ یہ قتل بے نظیر تھا۔ لیکن جب اس قدر باتیں کبھی کسی قتل میں جمع نہ ہوئی ہوں۔ تو کیوں یہ قتل خارق عادت نہیں ہے۔

قتل کس دن واقع ہوا

پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے اعتراض کیا ہے کہ مرزا صاحب نے استفتار صفحہ ۱ پر لکھا ہے کہ لیکھرام کی موت کا دن ایت وار ہوگا مگر وہ ایت وار کو نہیں مرا۔

پنڈت صاحب کو یاد رہنا چاہیئے کہ اسی استفتار کے صفحہ ۲۶ پر حضرت مسیح موعود صاحب نے زیادہ وضاحت کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ "موت کا دن اتوار اور رات کا وقت ہوگا"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہفتہ کی شام کو چھری لگی۔ رات کے وقت دو بجے پنڈت جی مر گئے۔ اور دن اتوار کا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود کو کشف میں جو یہ بتایا گیا۔ کہ آپ سے فرشتے نے آکر پوچھا کہ "لیکھرام کہاں ہے" یہ چار بجے صبح کا وقت اور اتوار کا دن تھا۔ اس کا بھی یہی مطلب تھا کہ اتوار کے دن چار بجے سے پہلے لیکھرام کا خاتمہ ہو جائیگا۔ کیونکہ کہاں ہے لیکھرام کا یہ مطلب نہیں کہ فرشتے کو معلوم نہیں تھا لیکھرام کس جگہ ہے۔ بلکہ فرشتہ اس سوالیہ فقرہ سے بتاتا ہے۔ کہ اب یعنی اتوار کے دن چار بجے کے وقت لیکھرام نہیں ہے۔ اس کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور آریہ مانتے ہیں کہ اتوار کے دن چار بجے صبح سے قبل لیکھرام مر گیا تھا ؎

پنڈت دھرم بھکشو صاحب کہتے ہیں۔ کیا اس کشف میں لیکھرام کے سوا دوسرا آدمی جو بتایا گیا تھا۔ اس کے متعلق بھی یہی معنے کرو گے میں کہتا ہوں۔ ہاں یہی کرینگے۔ لیکن پہلے یہ بتائیے کیا [illegible] ہے پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے [illegible] ہے کہ ؎

تیغ بُرّان والا شعر اور پنڈت لیکھرام

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بُرّان محمدؐ

یہ شعر جس میں پنڈت لیکھرام کے متعلق لگایا گیا ہے۔ مگر دیکھئے مہاتما منشی رام صاحب اس شعر کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ لکھتے ہیں

"مرزا غلام احمد قادیانی آریہ مسافر کے دلائل سے گھبرا کر انہیں موت کی دھمکی دے چکا تھا اور لکھ چکا تھا

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بُرّان محمدؐ

کہ بھولی تلوار سے ڈر کر اسلام کے خلاف لکھنا چھوڑ دے"

(سوانح عمری لیکھرام صفحہ ۱۵۱)

پنڈت دھرم بھکشو صاحب کہتے ہیں اس شعر میں چونکہ پنڈت لیکھرام کو دشمن کہا گیا ہے۔ اس لئے ان کے قتل کی بھی سازش کی ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ آریہ اسی طرح کرتے ہونگے۔ جبکہ ان کا وید یہ کہتا ہے کہ ؎

"جو ناستک نندک [illegible] دشمن ہیں۔ وہ سب ہم لوگوں کے پاس سے دور چلے جائیں۔ یا نابود ہو جائیں اور جو وید کو نہیں مانتی پرورش کسی کی بھی نہ ہو" (رگوید [illegible])

فرشتے کا کلام کرنا

جس کشف میں حضرت مرزا صاحب کو فرشتے نے کہا تھا لیکھرام کہاں ہے۔ اس کے متعلق دھرم بھکشو صاحب کہتے ہیں۔ وحی تو جبرائیل فرشتہ لایا کرتا ہے۔ مگر وہ فرشتہ جبرائیل نہ تھا۔ پھر وہ الہام کیسا ہوا اور جبرائیل کے سوا اسلامی لٹریچر میں اور کسی فرشتہ کا ذکر نہیں ہے کہ اس نے آکر کبھی کوئی بات کہی ہو۔

میں کہتا ہوں۔ وحی تو جبرائیل ہی لاتا ہے لیکن کیا کسی اور فرشتہ کو بات کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ کہ اسلامی لٹریچر میں جبرائیل کے سوا اور کسی فرشتہ کے بات کرنے کا ذکر نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آتا ہے۔ کہ ایک موقع پر پہاڑ کا فرشتہ آپ کے پاس آیا۔ اور کہا اگر کہو تو یہ پہاڑ اکھاڑ کر ان لوگوں پر پھینکدوں۔

قتل کی سازش کا الزام

پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے اپنی دوسری تقریر میں پھر حضرت مرزا صاحب پر سازش سے قتل کرانے کا الزام لگایا ہے۔ اس کے متعلق میں کہتا ہوں۔ اگر حضرت مرزا صاحب کی سازش کام کر گئی۔ اور آپ کا بھیجا ہوا قاتل کامیاب ہو گیا۔ تو معلوم ہوا کہ تمہارا پرمیشور اس قاتل سے بھی کمزور ہے۔ کہ اسکو روک نہ سکا۔

پنڈت صاحب کہتے ہیں۔ بعض اخبار والوں نے لکھا تھا کہ یہ قتل منصوبہ سے ہوا ہے۔ اس لئے مرزا صاحب نے ہی کرایا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ اگر اخبار والوں پر پنڈت صاحب کو اتنا ہی اعتبار ہے۔ کہ جو بات وہ کہدیں وہ ضرور سچی ہوتی ہے۔ تو اخبار والوں (جیسے اخبار در سفیر گورنمنٹ) نے تو اس وقت یہ بھی لکھا تھا۔ کہ لیکھرام کا ایک عورت سے ناجائز تعلق تھا۔ اس عورت کے کسی وارث کے ہاتھوں قتل کیا گیا۔ اس کی کوئی تردید بھی آریہ سماجیوں کی طرف سے نہیں کی گئی۔

گوسالہ سامری سے مشابہت

پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ پنڈت لیکھرام صاحب کو گوسالہ سامری تو کہا گیا۔ لیکن اس سے ان کی تشبیہ صحیح نہیں ہو سکتی۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس سے بڑھکر صحیح تشبیہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ جس طرح گوسالہ سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ اسی طرح پنڈت لیکھرام کو کیا گیا۔ گوسالہ سامری کو جلایا گیا پنڈت لیکھرام کو بھی جلایا گیا۔ گوسالہ سامری کی راکھ اڑائی گئی پنڈت لیکھرام کی راکھ بھی دریا میں اڑائی گئی۔ کیا اس قدر مشابہتیں کافی نہیں۔

پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی

پنڈت لیکھرام نے اپنے اشتہاروں میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق جو پیشگوئیاں کی تھیں اور جو ان کے "کلیات" میں درج ہیں۔ ان کی نسبت پنڈت دھرم بھکشو صاحب کہتے ہیں۔ وہ پیشگوئیاں پنڈت لیکھرام نے کی ہی نہیں۔ کیونکہ وہ اشتہار انہوں نے شائع نہیں کئے کسی اور نے شائع کئے تھے۔ چونکہ وہ پنڈت صاحب کے مطبع میں چھپے تھے۔ اور انہوں نے ان کو دیکھا تھا۔ اس لئے ان کے دوسرے مضامین کے ساتھ ان کو بھی ان کی طرف منسوب کیا گیا جس سے احمدیوں کو دھوکہ لگ گیا۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ یہ اشتہار بھی پنڈت صاحب کے ہی ہیں۔

اور اپنے اس دعویٰ کی تائید میں کہتے ہیں۔ میں نے منشی رام صاحب سے خط لکھکر پوچھا۔ تو انہوں نے کہدیا۔ کہ جو تم کہتے ہو۔ وہ ٹھیک ہے۔ پنڈت لیکھرام کی وہ طرز تحریر ہی نہیں۔ جو ان اشتہاروں کی ہے۔

اس کے متعلق اول تو میں کہتا ہوں۔ منشی رام صاحب نے جس وقت یہ اشتہار کلیات میں درج کئے تھے۔ اس وقت کیا انہوں نے ان کی طرز تحریر نہ دیکھی تھی۔ اگر دیکھی تھی تو اب ان کا یہ کہنا کہ یہ پنڈت صاحب کی طرز تحریر ہی نہیں ہے۔ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ پھر وہ ان اشتہاروں کو کلیات میں درج کر کے اور ان کے متعلق یہ لکھکر اپنے ہاتھ کاٹ چکے ہیں۔ کہ

"ذیل کے دو اشتہارات پنڈت جی نے اس وقت نکالے تھے۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامی چوچلوں کا ابھی صرف آغاز ہی ہوا تھا۔ ناظرین کی واقفیت کے لئے ہم انہیں بجنسہٖ اس جگہ درج کرتے ہیں" (کلیات صفحہ ۴۹۲)

جن وجوہات پر ان اشتہاروں کے پنڈت لیکھرام کے ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ وہ یہ پیش کی گئی ہیں۔ کہ ایک اشتہار میں لکھا ہے میں چھ ماہ قادیان رہا۔ اور دوسری جگہ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ دو ماہ رہا۔ اور فی الواقع وہ دو ہی ماہ رہے تھے۔ اس لئے معلوم ہوا۔ اشتہار لکھنے والا کوئی اور تھا جسکو یہ غلطی لگی۔ مگر یہ معمولی بات ہے۔ اور لکھائی چھپائی میں ایسی غلطی ہو جاتی ہے۔ اس لکھائی چھپائی کی غلطی ہونے پر ایک زبردست دلیل یہ بھی ہے کہ پنڈت صاحب نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام صاحب نے ان اشتہاروں کو دیکھکر شائع کیا تھا۔ اگر یہ کسی اور کی طرف سے ہی تھے۔ تب بھی یہ غلطی درست ہو جانی چاہیئے تھی۔

دوسری وجہ یہ بتائی گئی ہے۔ کہ ایک اشتہار میں پنڈت لیکھرام صاحب لکھا ہے۔ اور لکھنے والا اپنے آپ کو اس طرح نہیں لکھ سکتا۔ مگر یہ بھی طنز کے طور پر لکھنے کا ایک طریق ہے۔

تیسری وجہ یہ بتائی ہے کہ ان کے نیچے پنڈت لیکھرام کا نام نہیں ہے۔ مگر جو پتہ دیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ پنڈت لیکھرام کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور وہ یہ کہ

"الراقم مولف قاطع براہین احمدیہ"

اب یا تو قاطع براہین احمدیہ کسی اور کو مانو یا اس اشتہار کا شائع کرنے والا بھی پنڈت لیکھرام کو سمجھو چونکہ براہین احمدیہ کی تردید میں انہی نے کتاب لکھی تھی۔ اس لئے یہ اشتہار بھی اسی کا ہے۔ دوسرے اشتہار میں یہ پتہ نہیں دیا گیا مگر اس میں پہلے اشتہار کا حوالہ ہے۔ کہ وہ شائع کیا تھا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ دوسرا اشتہار بھی اسی کا ہے۔

پھر اور شہادت لیجئے۔ مہاشہ رام سروپ صاحب منیجر مسافر آگرہ سے جب ان اشتہارات کے مضمون کے متعلق پوچھا گیا کہ کس کا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ

"جس مضمون کی بابت آپنے دریافت کیا ہے۔ وہ مضمون پنڈت لیکھرام جی کا ہی لکھا ہوا ہے۔ سناتنی کا نہیں ہے"

اسی طرح منیجر روزانہ اخبار پرتاپ لاہور کے منیجر صاحب نے لکھا کہ "کلیات آریہ مسافر کلیم مصنفہ سری پنڈت لیکھرام جی ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ اب اس سے آپ کی خاطر جمعی ہو جاوے گی"

یہ دونوں شہادتیں سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ لکھنؤ اپنے ایک رسالہ میں شائع کر چکے ہیں۔

قتل کی تاریخ اور وقت نہ بتانے کی وجہ

آریہ لیکچرار نے ایک یہ بھی اعتراض کیا ہے۔ کہ پیشگوئی میں قتل کا وقت اور تاریخ کیوں نہ بتائی گئی اور چھ سال کا عرصہ بتا دیا۔

مگر یہ اعتراض بھی صحیح نہیں۔ وجہ یہ کہ پنڈت لیکھرام سے جب پوچھا گیا۔ کہ کیا تمہارے متعلق پیشگوئی شائع کی جائے۔ تو انہوں نے کہا ہاں کر دیجئے۔ اس پر جب چھ سالہ پیشگوئی شائع ہوئی تو اس نے اس کو منظور کر لیا۔ اور یہ نہ کہا کہ کوئی خاص تاریخ مقرر کرو۔

اگر اسی وقت تاریخ اور وقت مقرر کرانا چاہتا۔ تو وہ بھی ہو جاتا۔ غرض یہ ایسی صاف اور واضح پیشگوئی ہے کہ کوئی عقلمند اور سمجھدار انسان اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔

پیشگوئی کے مختلف پہلو

اب میں مختصر طور پر بتاتا ہوں کہ پیشگوئی کیسی صاف، سہر اور کس وضاحت کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔ (۱) اس میں بتایا گیا تھا۔ کہ چھ سال کے اندر اندر پوری ہو گی (۲) عید کے ساتھ ملے ہوئے دن میں پوری ہو گی۔ ستعرف یوم العید والعید اقرب (۳) یعنی امر شنبہ چھ تاریخ اور ۶ بجے کام تمام ہوگا (۴) اس دن چار بجے سے پہلے پنڈت لیکھرام مر جائیگا۔ (۵) آئندہ کے دن یا رات کو اس کی موت ہو گی۔ (۶) اپریل سے پہلے پیشگوئی پوری ہو جائیگی۔ کیونکہ وہ کشف جس میں فرشتے نے کہا۔ لیکھرام کہاں ہے۔ اپریل سے پہلے کا ہے۔ (۷) معمولی بیماریوں سے موت نہیں ہو گی۔ (۸) موت قتل سے ہو گی۔ جیسا کہ

الا اے دشمن نادان و بے راہ

بترس از تیغ بران محمدؐ

میں بتایا گیا۔ (۹) قتل معمولی قتل نہیں ہو گا۔ بلکہ خارق عادت ہوگا۔ (۱۰) قتل کے بعد فوراً موت واقع نہ ہو گی۔ بلکہ کچھ دیر تک زندہ اور ہوش میں رہیگا۔ تاکہ تکلیف اور درد محسوس کرے۔ ممکن تھا۔ کہ قاتل سر اڑا دیتا۔ اور جان فوراً نکل جاتی۔ مگر اسے ایسی جگہ مارا کہ ہوش قائم رہے۔ اور عذاب میں مبتلا رہا۔ (۱۱) حضرت مرزا صاحب کا الہام تھا۔ کہ اس کے بعد فتنہ ہوگا۔ لوگ گورنمنٹ کے پاس اس بات کو لے جائینگے۔ اور قتل کی سازش کا الزام لگائینگے لیکن ناکام رہینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (۱۲) جس طرح گوسالہ سامری کو جلایا گیا تھا۔ اس کو بھی جلایا گیا۔ ہو سکتا تھا کہ کسی دریا میں غرق ہو کر مرتا کہ لاش ہی نہ ملتی۔ (۱۳) اس کی راکھ پھینکی جائیگی۔ ایسا ہی ہوا۔ (۱۴) جس طرح سامری نے نہیں مانا تھا۔ اسی طرح آریہ نہیں مانینگے۔ اب دیکھو یہ سب باتیں کس طرح پوری ہوئیں۔

قتل لیکھرام کی خبر رسول کریمؐ کی زبانی

پھر اس قتل کی خبر تو تیرہ سو سال ہوئے دی گئی تھی۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔

وفی اخر النھار صوت اللعین ابلیس ینادی الا ان فلانا قد قتل مظلوما فیشکک الناس و یفتنھم فکم فی الیوم من شاک متحیر فاذا سمعتم الصوت فی رمضان یعنی الاول فلا تشکوا انہ صوت جبرئیل و علامۃ ذالک انہ ینادی باسم المھدی واسم ابیہ رواہ نعیم بن حماد

یعنی دن کے آخری حصہ میں ابلیس لعین کی آواز اٹھیگی۔ کہ فلاں آدمی جو قتل کیا گیا ہے۔ وہ مظلوم مارا گیا ہے۔ یہ آواز لوگوں کو فتنہ میں ڈال دیگی۔ اور بہت سے شکی طبیعت رکھنے والے لوگ حیرت میں پڑ جائینگے لیکن اے مسلمانو تم جو رمضان میں پہلی آواز سن چکے ہوگے۔ ہرگز شک مت کرنا کیونکہ وہ پہلی آواز جبرائیل کی ہوگی اور اس کی علامت یہ ہو گی کہ وہ پہلی یعنی جبرائیل کے ذریعہ آئی ہوئی آواز مہدی اور اس کے باپ کے نام سے پکارینگی۔

اب دیکھو اس حدیث میں کس وضاحت سے بتایا گیا ہے کہ مہدی کے زمانہ میں ایک شخص قتل ہو گا۔ جس کے قتل کی خبر پیش از وقت بتا دی جاویگی۔ اور وہ خبر جبرائیل لائیگا۔ جو رمضان میں نازل ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے وہ کشف جسمیں فرشتہ نے ظاہر ہو کر کہا کہ کہاں ہے لیکھرام رمضان میں ہی دیکھا تھا۔ اور پھر یہ کہ یہ پیشگوئی مہدی اور نبی کریم صلعم کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے کی جائیگی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے دالد بحیثیت مہدی ہونے کے نبی کریم صلعم ہی ہیں۔ پھر یہ کہ قتل دن کے آخری حصہ میں ہوگا۔ اور پھر یہ کہ بعد قتل ابلیس خصلت لوگ یہ مشہور کرینگے۔ کہ ظلم سے قتل کرا دیا گیا۔

اب ہر ایک منصف مزاج آدمی غور کرے۔ کہ یہ تمام باتیں لیکھرام کے قتل پر صادق آرہی ہیں یا نہیں۔ جبرائیل نے رمضان میں ظاہر ہو کر قتل کی طرف اشارہ کیا اور پیشگوئی اس لئے کی گئی۔ کہ لیکھرام نبی کریم صلعم اور حضرت مسیح موعودؑ کی سخت توہین کر رہا تھا۔ اور لیکھرام کا قتل دن کے آخری حصہ یعنی ۶ بجے عصر کے بعد وقوع میں آیا۔ پھر بعد قتل آریوں اور ان کے ہم نوا دیگر لوگوں نے شور مچایا۔ کہ سازش کے ذریعہ قتل کرا دیا گیا ہے۔ غرضکہ اس پیشگوئی پر نبی کریم صلعم کی بھی تصدیقی مہر ہے۔ پس ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ اس کو دیکھکر حضرت مسیح موعودؑ کے صدق دعویٰ میں شک کو قریب بھی آنے نہ دے

روئداد جلسہ سالانہ مستورات

امسال جلسہ مستورات شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم کے مکان کے وسیع صحن میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی قائم کردہ انجمن مستورات جس کا نام حضور نے لجنۃ اماء اللہ تجویز فرمایا ہے کے زیر انتظام ہوا۔ اور بفضل اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے گذشتہ تمام سالوں سے یہ جلسہ ہر رنگ اور ہر پہلو سے اچھا رہا۔

۲۵ دسمبر ۱۹۲۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک مضمون دارالامان میں انجمن احمدیہ مستورات کے قیام کی ضرورت پر تحریر فرما کر قادیان کی ۱۳ بہنوں کے اسپر دستخط کروائے۔ اور ۲۵ دسمبر کو حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ دستخط کرنے والی بی بیاں حضرت ام المومنین کے گھر میں جمع ہو جاویں۔ بعد نماز ظہر تمام ممبرات لجنہ کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر فرمائی "لجنہ اماء اللہ" کی بنیاد حضور نے اپنے ہاتھوں رکھی۔ قلت وقت کی وجہ سے حضور نے اپنی تقریر کو مختصر کیا۔ اور لجنہ کے سپرد انتظام جلسہ مستورات کرکے اس کے متعلق کئی مشورے دئے۔ اور نصائح فرمائیں۔ آخر میں حضور نے وعدہ کیا۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ جلسہ لجنہ کے دوسرے اجلاس میں مفصل تقریر فرماویں گے۔

حضور کی تقریر کے بعد جناب محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح امیر لجنہ جلسہ اور یہ خاکسار سیکرٹری لجنہ جلسہ منتخب کی گئیں۔ گذشتہ سالوں کے انتظامی نقائص کے وجوہات پر گفتگو ہوئی۔ اور آئندہ انتظام کے قیام کیلئے ذیل کی تجویزیں پاس ہوئیں۔ اور انہیں پر عمل درآمد کیا گیا۔

مریم بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اور میمونہ خاتون صاحبہ اہلیہ حکیم غلام محمد صاحب کے سپرد سٹیج کا انتظام کیا۔ اور جناب مریم بیگم صاحبہ اہلیہ حافظ روشن علی صاحب و ہاجرہ صاحبہ اہلیہ چوہدری فتح محمد صاحب سیال ناظر تعلیم و تربیت مستورات کے خاموش رکھنے کی ذمہ داری ٹھہرائی گئیں۔

چونکہ بچے خدا تعالیٰ کے فضل سے ماؤں کا ایک جزو ہیں اور بچوں کی موجودگی میں شور بھی ضروری ہے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت بھی محسوس کی گئی۔ کہ بڑے بچوں کو خاموش بیٹھنے کی ہدایات اور رونے والے بچے کو جلسہ گاہ سے الگ کر دینے یا جلدی ہی چپ کرا دینے وغیرہ کے لئے بھی کوئی انتظام ضرور ہے۔ اس کام پر کلثوم بانو صاحبہ اہلیہ قاضی محمد عبد اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام اور بہن حمیدہ خاتون صاحبہ بنت شیخ یعقوب علی صاحب مقرر ہوئیں۔

جو مستورات بچوں کو ہمراہ نہ لائیں۔ ان کو سٹیج کے قریب اور باہر کی بیبیوں کو سٹیج کے قریب اور قادیان کی مستورات کو علیحدہ بیعت کرنے والی بیبیوں کو جدا حلقہ میں بٹھانے آنے والی مستورات کو ان کی جگہ بتلانے کے لئے سٹیج کی طرف جانے آنے کے راستے کو خالی رکھنے کے لئے تمام بیبیوں کو بیٹھے رہنے کی ہدایات دینے کے لئے عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا گل محمد صاحب بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد حسن صاحب ایڈیٹر البشریٰ کو مقرر کیا گیا۔ جلسہ گاہ میں بیبیوں کو پانی پلانے کی خدمت مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل کی اہلیہ نے بڑی عمدگی سے انجام دی۔

پہلا دن ۲۶ دسمبر

۲۶ دسمبر ۱۹۲۲ء بروز منگل دس بجے صبح پروگرام کے بمطابق پہلے روز کا جلسہ شروع ہوئی۔ میری لڑکی امۃ القیوم بیگم نے جس کی عمر چھ سال کی ہے۔ تلاوت قرآن مجید ہماری استانی بہن مریم صاحبہ اہلیہ حافظ روشن علی صاحب کے حکم سے کی اس کے بعد حافظ جمال احمد صاحب تشریف لائے۔ اور وفات مسیح پر ان کی تقریر نرمی و وضاحت سے ہوئی۔ ۱۲ بجے حافظ صاحب کی تقریر ختم ہوئی۔ اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تشریف لائے۔ ڈیڑھ بجے تک ان کی تقریر صداقت مسیح موعود پر ہوتی رہی۔ اور نمازوں کے لئے اجلاس برخاست ہوا۔ تین بجے حکیم خلیل احمد کا وقت تھا۔ لیکن چونکہ وہ دار الامان میں تشریف نہ لاسکے۔ اس لئے جناب حافظ روشن علی صاحب کو ان کے وقت میں بلوایا گیا۔ حافظ صاحب کی تقریر ۵ بجے تک صداقت مسیح موعود پر ہوتی رہی۔

اس کے بعد پہلے دن کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرا دن ۲۷ دسمبر

مریم صاحبہ اہلیہ حافظ روشن علی صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اس کے بعد میں نے بحیثیت سکرٹری لجنہ ایک مضمون انتظامی امور کے متعلق سنایا۔ اس کے بعد حضرت صاحب تشریف لائے۔ ساڑھے بارہ بجے تک انتظام کے ساتھ حضور نے جلسہ گاہ کے علیحدہ کمرہ میں تین سو تیس عورتوں کی بیعت لی۔ اور پھر دعا کی گئی۔ بیعت کرنے والی بیبیوں کو ایک طرف سے اندر جانے اور بیعت و دعا کے بعد دوسری طرف سے پھر اپنی اپنی جگہ واپس لا کر بٹھانے کا کام حمیدہ خاتون اور ان کی ساتھیوں نے بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ ساڑھے گیارہ بجے حضور نے اپنی تقریر شروع کی جس میں فرمایا۔ اسلام میں عورت کا رتبہ۔ عورت اور ایک مسلم احمدی عورت کی ذمہ داریاں۔ عورتوں کے فرائض۔ عورتوں میں ضرورت علم۔ قیام جماعت کے لئے عورتوں کی کوششوں کی بھی اسی طرح ضرورت ہے۔ جس طرح مردوں کی کوششوں کی۔ اور یہ کہ عورتیں بھی اپنے آپ کو ذی روح سمجھیں۔ نیز تربیت اولاد پر حضور نے مفصل تقریر فرمائی دعا کے بعد حضور تشریف لے گئے۔ نماز ظہر و عصر جمع ہوئیں۔ تین بجے حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی تشریف لائے۔ ان کی تقریر ارکان اسلام پر تھی۔ چونکہ حافظ صاحب پنجابی میں تقریر کرتے ہیں۔ اور اسی میں آپ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ اس لئے پنجابی بہنوں نے بڑی خوشی سے آپ کی تقریر کو سنا۔ پانچ بجے دوسرے دن کی کارروائی ختم ہوئی۔

تیسرا دن ۲۸ دسمبر

اس دن شیخ عبد الرحمن صاحب مصری کی تقریر ہوئی جو کہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ تربیت اطفال پر شیخ صاحب نے بڑی وضاحت سے تعلیم و تربیت پر بحث کرتے ہوئے اس کی ضرورت اور طریق سمجھائے اور اچھے رنگ میں اس کو مستورات کے ذہن نشین کیا۔ ہم تمام ممبرات لجنہ مکرم جناب شیخ صاحب کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتی ہیں۔ اور ہمیں امید ہے کہ آئندہ بھی آپ ہمیں شکریہ کا موقعہ دیں گے۔ شیخ صاحب کو اپنی تقریر آخیر میں بالکل مختصر کر دینی پڑی۔ کیونکہ یہ مضمون بڑا لمبا اور اہم تھا۔ لیکن افسوس کہ وقت بہت کم تھا۔ مولوی ابراہیم صاحب بقا پوری بھی تشریف لے آئے تھے۔ اس لئے شیخ صاحب تشریف لے گئے۔ اور قریباً ایک بجے تک مولوی محمد ابراہیم صاحب نے مسلم عورت کے فرائض پر تقریر کی۔ آخیر میں کچھ تحریک چندہ بھی کی۔ اور سٹیج پر چندہ جمع ہوا۔ نماز ظہر و عصر جمع ہوئیں۔ اور اڑھائی بجے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نظام سلسلہ اور اس کی کامیابی پر پانچ بجے تک تقریر فرمائی۔ اور ۱۹۲۲ء کا جلسہ مستورات بخیر و خوبی خدا کے فضل اور اس کے رحم سے ختم ہوا۔

امۃ الحی بنت خلیفہ اول و اہلیہ خلیفۃ المسیح ثانی۔ قادیان

مولوی محمد علی صاحب کے متعلق حلفیہ شہادت

مولوی محمد علی صاحب کے مبایعین سے کبھی کبھی حلفیہ شہادت طلب کرنے کا شوق پیدا ہوا کرتا ہے۔ اور خود بھی وہ اپنی تائید میں حلفیہ شہادتوں کو پیش کیا کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حلفیہ شہادت کو وہ قابل اعتماد سمجھتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کے متعلق ماسٹر اللہ دتا صاحب احمدی ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ کی ایک حلفیہ شہادت پیش کرتے ہیں جس میں ماسٹر صاحب موصوف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی رائے مولوی صاحب کی نسبت بیان کرتے ہیں۔ ماسٹر صاحب اپنے ایک خط میں مولوی محمد علی صاحب کو براہ راست بھی یہ بات لکھ چکے ہیں۔ اور اب بذریعہ اخبار پیش کی جاتی ہے۔ ماسٹر صاحب لکھتے ہیں:۔

"میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک وقت میں یہ خاکسار حضرت خلیفہ اول کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضور نے مولوی محمد علی صاحب کی نسبت فرمایا کہ یہ انگریزی خواں ہیں۔ ہر وقت اپنی حکومت جتلانے کی فکر میں رہتے ہیں۔" (مفہوم)

اعلانات نکاح

جلسہ سالانہ بعد جو ۲۶، ۲۷ دسمبر ۲۲ء لغایت ۴ جنوری ۲۳ء تک قادیان میں نکاح ہوئے ہیں۔ اور دار امور عامہ کے رجسٹر نکاح میں درج کرائے گئے ہیں۔ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ آمنہ بی بی بنت فضل الٰہی صاحب قوم کمبوہ ساکن سیلے ونڈ ضلع فیروزپور کا نکاح دین محمد صاحب ولد ابراہیم قوم کمبوہ ساکن سیلے ونڈ ضلع فیروزپور سے تین صد روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۲۔ نور بیگم بنت شیخ محمد صاحب قوم کشمیری ساکن اودرا ضلع گوجرانوالہ کا نکاح محمد عبد الرشید ولد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی مہاجر سے دو صد روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۳۔ نواب بیگم بنت شیخ فیروز الدین صاحب ساکن لاہور کا نکاح عبد الواحد ولد شیخ قمر الدین صاحب ساکن جہلم سے دو ہزار روپیہ مہر معجل بصورت زیور پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۴۔ رشیم بی بی ہمشیرہ بابو فقیر علی صاحب اسٹیشن ماسٹر سول کا نکاح علی محمد ولد نتھو ساکن گھسیٹ پور ضلع ہوشیارپور سے پانصد روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۵۔ نواب بی بی بنت نور محمد ارائیں ساکن ہرسیاں ضلع گورداسپور کا نکاح چراغ الدین ولد وزیر الدین قوم ارائیں ساکن چک نمبر ۲۷ گوکھووال سے چار صد روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۶۔ مراد بی بی بنت میاں نور محمد قوم ارائیں ساکن ہرسیاں ضلع گورداسپور کا نکاح عبد المجید ولد نظام الدین ارائیں ساکن چک نمبر ۲۷ گوکھووال سے پانصد روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۷۔ سردار بیگم بنت منشی محمد اسمٰعیل صاحب ساکن ہیلا ضلع امرتسر کا نکاح بابو عبد الرحیم صاحب ولد مستری غلام محمد ساکن امرتسر سے ایک ہزار روپیہ مہر پر ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اعلان فرمایا۔

۸۔ زبیدہ خاتون بنت حکیم غلام غوث صاحب ساکن امرتسر کا نکاح نصیر احمد ولد بابو نور الدین صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین راولپنڈی سے دو ہزار مہر پر ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اعلان فرمایا۔

۹۔ الفت بی بی بنت امام الدین قوم راجپوت ساکن قادیان کا نکاح دین محمد ولد خیر محمد راجپوت ساکن خان فتح ضلع گورداسپور سے اڑھائی صد روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۱۰۔ صغراں فاطمہ بنت بابو فضل دین صاحب ملازم بہاولپور کا نکاح فضل محمد ولد خیر الدین ساکن ککیریاں حال وارد قادیان سے دو صد روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۱۱۔ زینب بی بی بنت عمر الدین ساکن عالم پور ضلع ہوشیارپور کا نکاح محمد حمید الدین ولد فضل دین صاحب ساکن ککیریاں حال قادیان سے دو صد روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۱۲۔ محمد بی بی بنت کریم بخش ارائیں ساکن اوجلہ ضلع گورداسپور کا نکاح اللہ دتہ ولد دین محمد صاحب ارائیں ساکن ننگل باغباناں سے دو صد روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۱۳۔ مسماۃ جنت بی بی بنت نصیر الدین قوم کھوجہ ساکن کھنڈ پور ضلع جالندھر کا نکاح مہر الدین ولد گلاب کھوجہ ساکن کھنڈ پور سے دو صد روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۱۴۔ مسماۃ فضل بی بی بنت نصیر الدین قوم کھوجہ ساکن کھنڈ پور ضلع جالندھر کا نکاح میاں عبد اللہ ولد شیر محمد ککیریاں ساکن بنگہ سے دو صد روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۱۵۔ مسماۃ عائشہ بی بی بنت محمد عظیم قوم قریشی ساکن گجو چک ضلع گوجرانوالہ کا نکاح سید علی ولد عزیز الدین صاحب قوم قریشی ساکن چوہڑ چک نمبر ۱۱ ضلع شیخوپورہ سے یکصد روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۱۶۔ محمد جان ہمشیرہ نعمت خاں ولد احمد خاں راجپوت ساکن کوہلام کا نکاح حاجی غلام احمد خاں صاحب راجپوت ساکن کوہلام سے پانصد روپیہ مہر پر ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اعلان فرمایا۔

۱۷۔ غلام فاطمہ بنت چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے قادیان کا نکاح محمد تقی ولد چوہدری حاکم علی صاحب ساکن ڈھپئی ضلع سیالکوٹ سے پانصد روپیہ مہر پر ہوا۔ حافظ روشن علی صاحب نے اعلان فرمایا۔

۱۸۔ عظیم بی بی بنت نظام الدین ارائیں ساکن گوکھووال ضلع لائل پور کا نکاح معراج الدین ولد اللہ دتا صاحب قوم ارائیں ساکن نانوڈوگر ضلع شیخوپورہ سے ایک ہزار روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

۱۹۔ امۃ اللہ بنت میاں عبد اللہ صاحب احمدی موچی مہاجر مرحوم قادیان کا نکاح میاں عبد الحمید صاحب کلرک نمبر ۲۷ پنجابی پلٹن کوئٹہ سے پانصد روپیہ مہر پر ہوا۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

ناظر امور عامہ قادیان